فن قراءت وتجوید۔عصر حاضر میں اہمیت وضرورت

حضرت مولانا قاری محمد یاسین
بانی ومہتمم جامعہ دار القرآن،فیصل آباد

خدمت فن۔معاصر زمانے سے اکابر تک:......خدمت قراءت کے حوالے سے جن شخصیات کو حق تعالیٰ نے قبول فرمایا ان میں سے اہم ترین شخصیت ابوعمر والدانی کی ہے جو مرکز الاسانید بھی ہیں۔ان سے متعلق کتابوں میں لکھا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو جنازے میں لوگوں کی اتنی کثرت تھی کہ 7 بار جنازہ پڑھا گیا اور ہجوم کی وجہ سے تمام لوگ تقریبا 3 ماہ تک آپ کی قبر کو براہ راست نہ دیکھ سکے۔

برصغیر پاک وہند میں تجوید وقراءت کے سلسلے میں جن شخصیات نے غیر معمولی خدمات سرانجام دی ہیں،ان میں حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ ، ہمارے حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ ،حضرت مولانا قاری اظہار احمد تھانوی صاحبؒ،حضرت مولانا قاری عبدالمالک صاحبؒ اور حضرت مولانا قاری محمد شریف صاحبؒ بہت نمایاں ہیں۔

آخر الذکر(حضرت قاری محمد شریف صاحب)سے حق تعالیٰ نے تدریس کے میدان میں بہت کام لیا ہے۔ان کی تصنیفات بھی بہت زیادہ ہیں۔ان کا اور حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ اور حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ کا آپس میں بہت فنائیت کا محبت والا تعلق تھا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحبؒ ،حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحبؒ اور بندہ ہم سفر ہوئے۔یہ حضرات راولپنڈی سے ملتان کے ارادے سے چلے۔جب لاہور پہنچے تو ملتان والی گاڑی میں ابھی کچھ تاخیر تھی۔حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ نے فرمایا کہ چلو قاری محمد شریف صاحبؒ کے پاس چلتے ہیں۔یہ حضرات ان کی خدمت میں پہنچے۔ وہیں جمعہ پڑھا اور کھانا بھی کھایا۔اسی طرح قاری محمد شریف صاحبؒ کی ایک صاحبزادی نے اہلیہ قاری محمد یٰسین سے قرآن کریم بھی پڑھا تھا۔بہر حال!ان واقعات سے ان کے باہمی تعلق اور محبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔حضرت قاری

محمد شریف صاحبؒ کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں التبیان فی ترتیل القرآن تین ضخیم جلدوں میں ہے۔ المقدمۃ الشریفیہ فی شرح مقدمۃ الجزریہ، معلم التجوید اسی طرح سبیل الرشاد فی تلفظ ضاد وغیرہ کتب شامل ہیں۔

تجوید وقراءت کے عظیم خدام میں سے ایک نام حضرت قاری فتح محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ یہ نابینا تھے۔ عجیب تفاق ہے کہ علامہ شاطبیؒ بھی ظاہر بصارت نہیں رکھتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اتحاف البررۃ بالمتون العشرۃ جو کہ تقریباً ساڑھے 5 ہزار عربی اشعار پر مشتمل ہے، اس کے حافظ تھے۔ اس کے علاوہ حضرت کو قراءات کے تمام طرق عشرہ کبریٰ کے ساتھ یاد تھے۔ حضرت قاری فتح محمد صاحبؒ کی متعدد بے مثال تصنیفات ہیں، ان میں سے جس تصنیف نے آفاق عالم میں شہرت حاصل کی وہ عنایات رحمانی ہے شاطبیہ کی شروحات میں اردو کی کسی شرح میں ایسی خصوصیات جمع نہیں جیسی اس میں ہیں۔

ایک اور بڑی شخصیت اور تجوید وقراءت کے عظیم خادم ہمارے جد امجد حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ ہیں جن کو ہم ہی نہیں بلکہ اہل علم بھی مجدد القراآت کہتے ہیں۔ حضرت کی بھی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے ایک ''المرآۃ النیرۃ فی حل الطیبہ'' بھی ہے۔ ''طیبہ'' جس کو فن قراءت کی مشکل ترین کتاب سمجھا جاتا ہے۔ حضرت نے اپنی اس تصنیف میں اس کا حل کر کے اہل علم کے لیے ''طیبہ'' سے استفادہ آسان کر دیا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت کا سب سے اہم کارنامہ جس کی وجہ سے انہیں مجدد القراآت کہا گیا وہ یہ کہ حضرت نے تمام قراآت کو الگ الگ رسالوں کی شکل میں ترتیب دے کر اس موضوع کو اتنا آسان بنا دیا ہے کہ اب چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس علم کو آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں جس کی زندہ مثال ہمارے جامعہ کے یہ 86 بچے ہیں۔ حالانکہ یہ علم حاصل کرنا صرف راسخین فی العلم لوگوں کا کام سمجھا جاتا تھا۔ عام علما بھی اس علم کو حاصل کرنا مشکل سمجھتے تھے۔

ہمارے قریب زمانہ کی ایک اور شخصیت حضرت قاری محمد طاہر رحیمی صاحبؒ ہیں۔ چند سال پہلے جن کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ ان کو بھی تجوید وقراءت میں حق تعالیٰ نے غیر معمولی صلاحیتیں عطا فرمائی تھیں۔ حضرت کی بھی بہت سی تصانیف ہیں اس وقت صرف 2 کا ذکر پیش خدمت ہے:

(۱)...... کشف النظر فی حل النشر۔ ''النشر'' علامہ جزریؒ کی شہرہ آفاق تصنیف ہے۔ اس کے مقدمے میں علامہ نے لکھا ہے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ علم قراءت مردہ ہو چکا ہے اسے کہہ دو کہ النشر نے اسے زندہ کر دیا ہے۔ بلاشبہ امت پر ان کا یہ احسان عظیم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت قاری طاہر رحیمی صاحب نے کشف النظر لکھ کر النشر کو زندہ کر دیا۔ 2 ہزار صفحات پر مشتمل یہ عظیم تصنیف اور شرح ہے۔

(۲)...... طبقات القراء پر متقدمین میں علامہ ابن حجرؒ اور امام ذہبیؒ کا کام قابل قدر ہے، لیکن بعد میں حضرت قاری صاحبؒ نے طبقات القراء پر بہت احسن انداز میں کام شروع فرمایا۔ تقریباً دسویں صدی تک پہنچ گئے تھے۔ اب کچھ کام

ہی باقی رہا تھا کہ حضرت کی وفات سے یہ کام رک گیا۔ اللہ کرے کہ اس کی تکمیل کی کوئی صورت وجود میں آجائے۔ آمین۔

فن قراآت کی فنی ابحاث اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں، تاہم ایک نظر اس کی حکمتوں کا جائزہ لیتے ہیں، تاکہ واضح ہو کہ یہ فن کس قدر ہمہ گیر فوائد واثرات کا حامل ہے۔

فن قراءت۔ سبعۃ احرف پر نزول قرآن میں حکمتیں:...... قرآن مجید کے سبعۃ احرف پر نازل ہونے میں متعدد حکمتیں ہیں۔ سب سے اہم اور مقدم حکمت جس کی طرف احادیث میں واضح اشارہ بھی موجود ہے، وہ پڑھنے والوں پر آسانی کرنا ہے۔ وجہ یہ کہ عرب کے مختلف قبائل کی لغات مختلف تھیں اور ایک لغت والے کے لیے دوسری لغت پر اپنی زبان کو جاری کرنا آسان نہ تھا تو سبعۃ احرف پر قرآن کریم نازل کرنے میں ان کے لیے آسانی ہوگئی کہ ہر لغت والا اس طریقے کے مطابق پڑھ لے جس کے مطابق پڑھنا اس کو آسان محسوس ہو، مثلاً: ایک لغت والے ہمزہ پڑھنے کے عادی ہیں تو دوسری لغت والے تخفیف کے، ایک قبیلہ والے فتحہ پڑھنے کے عادی ہیں تو دوسرے قبیلہ والے امالہ کے۔ (علوم القراءات، ص:146)

سبعۃ احرف پر قرآن کریم کے نازل کیے جانے کی بڑی حکمت بلاشبہ پڑھنے والوں کے لیے تسہیل اور آسانی پیدا کرنا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ پابندیاں بھی لگادی گئی ہیں تاکہ کوئی غیر قرآن چیز داخل کرنے کی جسارت نہ کی جائے۔

☆......ان پابندیوں میں سے پہلی پابندی "تلقی بافواہ المشائخ" ہے کہ بالکل اسی طریقے سے پڑھنا ضروری ہے جس طریقے اور انداز سے اپنے استاد اور شیخ سے سنا ہو حتی کہ اس میں ایک حرفی مد کی کمی بیشی بھی برداشت نہیں کی جاتی۔

☆......دوسری پابندی یہ لگائی گئی کہ وہ قراءت اسناد کے اعتبار سے مضبوط ہو یعنی وہ قراءت قبول ہوگی جو سنداً صحیح ہو۔

☆......تیسری پابندی یہ لگائی گئی کہ وہ متواتر سند سے ثابت ہو کیونکہ قرآن ہونے کے لیے تواتر شرط ہے۔

(۲)......یہ اختلافِ قراآت قرآن مجید کی بلاغت اور اعجاز کی دلیل ہے، کیونکہ ان اختلافات سے الفاظ میں معنوی وسعت بھی پیدا ہوتی ہے اور ایک آیت سے متعدد احکام بھی سمجھے جاتے ہیں۔

(۳)......حفظ کرنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ (علوم القراآت، ص:146)

(۴)......اس اختلاف قراآت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کی واضح دلیل ہے کہ قرآن کریم میں اس قدر قراآت کے اختلاف کے باوجود معنی اور مفہوم کے لحاظ سے آپس میں کسی قسم کا تضاد، تناقض یا اختلاف نہیں پایا جاتا، بلکہ سارا کا سارا قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق اور وضاحت کرتا ہے۔ یہ کھلی دلیل ہے اس بات کی کہ یہ اللہ جل شانہ کا ہی کلام ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو مجھ پر نازل ہوا ہے۔

(۵)......اس اختلاف قراآت میں اس امت کی عظمت، شان اور منقبت عظیمہ کا اظہار ہے کہ ان کو یہ نعمت حاصل ہوئی ہے۔

(۶)......اس امت کے اجر وثواب کو زیادہ کرنا ہے، کیونکہ جب یہ امت ان اختلافات کو یاد کرے گی، اس کے معانی میں غور کرے گی، اس کے مختلف احکامات کو مستنبط کرے گی اور اس کے اسرار کو اپنے علم کے مطابق ظاہر کرے گی۔ اس کے لیے جدوجہد کرے گی تو یقیناً اس کا اجر وثواب بھی بڑھا دیا جائے گا۔ (القراءات واثرھا فی علوم العربیہ، ص:39)

(۷)......ان اختلافات میں مختلف نحوی اور صرفی قواعد کی سند ہے ان قراآت سے کئی قسم کے عربی قواعد معلوم ہوتے ہیں۔

(۸)......ان اختلافات کی احکام فقہیہ میں بھی تاثیر ہوتی ہے، مثلاً: کبھی دو مختلف حکموں کو اختلاف قراءت سے جمع کیا جاتا ہے، جیسے: ''حتی یطھرن'' میں دو قراءتیں ہیں: تخفیف اور تشدید کے ساتھ۔ اب اس میں دو حکم جمع ہو گئے ہیں۔ وہ اس طرح سے کہ تخفیف والی قراءت کا حکم اس صورت کے لیے ہے جب ''انقطاع دم، اکثر مدت حیض'' پر ہو اور تشدید والی قراءت کا حکم اس صورت کے لیے ہے جب ''انقطاع دم، اکثر مدت'' سے کم پر ہو جائے۔

(۹)......اسی طرح کبھی دو قراءتوں سے دو جدا جدا حکموں کا اظہار ہوتا ہے، جیسے: ''وارجلکم'' میں دو قراءتیں ہیں: لام کے فتحہ والی اور لام کے کسرہ والی۔ اب فتحہ والی سے عام حالت میں پاؤں کے دھونے کا حکم معلوم ہوا اور کسرہ والی سے موزوں کی حالت میں پاؤں کے مسح کا حکم معلوم ہوا۔

(۱۰)......اسی طرح کبھی متفق علیہ حکم کا اظہار ہوتا ہے، جیسے: ''ولہ اخ او اخت'' میں ایک شاذ قراءت کے مطابق ''من ام'' کا اضافہ بھی ہے۔ اس سے یہ متفق علیہ واضح ہو گیا کہ اس ''اخ'' اور ''اخت'' سے ''خیفی'' مراد ہے۔

(۱۱)......اسی طرح کبھی مراد کی وضاحت اور تعیین ہو جاتی ہے، جیسے: ''فاقطعوا ایدیھما'' میں ایک شاذ قراءت ''ایمانھما'' ہے جس سے ید کی مراد متعین ہو گئی کہ دایاں ہاتھ مراد ہے۔

(۱۲)......اسی طرح کبھی مطلق حکم میں تقیید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، جیسے: کفارہ یمین کے حکم میں ''فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام'' میں ایک شاذ قراءت ''ایام متتابعات'' ہے۔ اس سے یہ حکم مقید ہو گیا کہ تین روزے لگاتار رکھنا ضروری ہے۔

ایسے ہمہ گیر فوائد کے حامل علم کو کسی خاص طبقے پر انحصار رکھنا ہرگز قرین انصاف نہیں۔ ضرورت ہے ہر طبقے سے متعلقہ اہل علم اس فن کے احیا اور ارتقا کے لیے اپنی خدمات بروئے کار لے آئیں۔ اب جزءِ داں فن تجوید کے حوالے سے ضروری معلومات پیش خدمت ہیں۔

فن تجوید کی اہمیت:......ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا.'' (المزمل: 4) ''قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو۔'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترتیل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''اَلتَّرْتِيلُ تَجْوِيدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةُ الْوُقُوْف.'' (النشر: 209/1) یعنی ''ترتیل سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ حروف کو

تجوید سے ادا کرنا اور وقف وابتدا کے محل کو پہچاننا۔"

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "من احب ان یقرأ القرآن غضا کما انزل فلیقرأ قراءة ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعودؓ"۔ یعنی "جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن پڑھے تروتازگی سے جیسا کہ نازل کیا گیا تو چاہیے کہ وہ ابنِ امِ عبد یعنی عبداللہ بن مسعود کی طرح پڑھے۔" حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کی تجوید اور ترتیل میں ایک وافر حصہ عطا کیا گیا جس کے مطابق قرآن مجید نازل ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح پڑھنے کا حکم فرمایا۔ (المنح الفکریہ، ص:30)

جبکہ خلاف تجوید پڑھنے پر وعید آئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں ﴿ان ابن مسعود کان یقرئ رجلا فقرأ الرجل: انما الصدقات للفقراء، فقال ابن مسعود: ماھکذا اقرأنیھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فقال: کیف اقرأکھا یا ابا عبدالرحمن، فقال: اقرأنیھا: انما الصدقات للفقرآء. فمدھا (رواہ الطبرانی) (المنح الفکریہ، ص:78)

دیکھیں! صرف ایک مد کے چھوڑنے کی وجہ سے فوراً فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھایا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمی آئے۔ ان میں سے ایک نے اپنے خطبہ میں "من یطع اللّٰہ و رسولہ، فقد رشد ومن یعصھما." پر وقف کیا، پھر کہا: "فقد غوی" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قم بئس الخطیب انت." اس شخص نے غیر قرآن یعنی خطبہ میں وقف درست نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے تنبیہ فرمائی۔ یا تو "فقد رشد" پر وقف کرو، اگر ملانا ہے تو "فقد غوی" پر وقف کرو۔

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید تجوید کے ساتھ نازل ہوا، تجوید کے ساتھ پڑھنے میں ثواب ہے اور خلاف تجوید پڑھنے پر وعید ہے۔ چنانچہ مجدد القراآت حضرت قاری رحیم بخش صاحب نور اللہ مرقدہ اپنی "کتاب العطایا الوہبیہ" کے صفحہ 127 پر "ورتلناہ ترتیلا." کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ نبی کریم، صحابہ کرام اور شیوخ کے ذریعے ترتیل وتجوید والی کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار سے یہ قرآن ہم تک پہنچا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن اس کلام کا نام ہے جو تجوید وترتیل پر مشتمل ہو اور جو تلاوت ترتیل کے بغیر ہو وہ غیر قرآن کی تلاوت ہوگی۔

تجوید کے ساتھ تلاوت کیوں ضروری ہے؟:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "الذین اٰتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ...... وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عنایت کی وہ تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی ہیں وہ لوگ جو کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔" امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقِ تلاوت میں زبان، عقل اور دل تینوں شریک ہیں زبان کا حصہ حروف کی تصحیح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ورب تال للقرآن

والقرآن یلعنہ....... بہت سے لوگ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں حالانکہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔" ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس لعنت میں تین طرح کے لوگ شامل ہیں: (1) بے عمل، (2) تحریف کرنے والا، (3) غلط پڑھنے والا۔ (المنح الفکریہ، ص:28)

چنانچہ مجودین فرماتے ہیں: "علم تجوید کے قواعد کا یاد کرنا فرض کفایہ ہے، اگر 48 میل کی حد میں ایک بھی ماہر تجوید نہ ہو تو سب لوگ گناہ گار ہوں گے اور علم تجوید کے قواعد کے مطابق صحیح پڑھنا اس حد تک کہ حروف اور معانی میں تبدیلی پیدا نہ ہو، ہر عاقل بالغ پر فرض عین ہے۔ اور اس سے زائد لہجہ اور حسن صوت مستحب ہے۔ (المنح الفکریہ، ص: 27؛ کمال الفرقان، ص:9)

دو وضاحتیں:......(۱)......حضرت مولانا قاری رحیم بخش رحمہ اللہ نے اپنی کتاب العطایا الوہبیہ میں فرمایا: اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اچھی آواز کو تجوید کی اصل قرار دیتے ہیں اور تحسین کا انحصار بھی ان لہجوں میں سمجھ رکھا ہے جو دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح روز بروز نئے نئے ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ ان لہجوں کے ضروری ہونے کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے: "**اقرؤا القرآن بلحون العرب و اصواتها.**" یعنی قرآن کو عربوں کے لہجے میں اور ان کی آواز میں پڑھو' اقرؤا' امر ہے جو وجوب کے لیے آتا ہے لہٰذا عربوں کے لہجے میں پڑھنا واجب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث بھی صحیح اور امر بھی وجوب کے لیے ہے، لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ کیا لحون عرب سے مراد وہ لہجے ہیں جن کا آج کل رواج ہے؟ اگر امر ان لہجوں کے وجوب کے لیے ہے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہے اور اس چیز کو واجب کرنا ہے جو اکثر تلاوت کرنے والوں کی طاقت سے باہر ہے اور قطعی نصوص کے سراسر خلاف ہے۔

یہ بات کسی پر بھی مخفی نہیں کہ لہجہ وہی شخص سیکھ سکتا ہے جس میں نقالی کی قوت بدرجہ کمال یا ایک معتد بہا مقدار میں ہو۔ ظاہر ہے ایسے لوگ بہت کم ہیں اور سالہا سال کا تجربہ شاہد ہے کہ بہت سے دوستوں نے رواج یافتہ لہجوں کے سیکھنے کی کوشش کی، عمر کھپائی، محنت و مشقت برداشت کی لیکن نتیجہ صفر اور ناکامی رہا۔

کیا کوئی فہم سلیم اس بات کا یقین کر سکتی ہے کہ شریعت مطہرہ ایسے امر کو واجب قرار دے جس کا بجالانا اکثر عمل کرنے والوں کی قوت سے باہر ہو؟ ہرگز نہیں۔

اس تقریر سے ثابت ہوا کہ لحون عرب سے مروج لہجے مراد نہیں، بلکہ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تم بھی تمام حروف کو اسی طرح ادا کرو جس طرح عرب ہر ایک حرف کو دوسرے سے ممتاز اور جدا کر کے ادا کرتے ہیں۔

تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ 100 میں سے 99 طلباء و طالبات مشق کے ذریعے حروف و حرکات کو صحیح کر لیتے ہیں اور ادا میں ماہر ہو جاتے ہیں۔ تجوید کی ماہیت اور روح بھی یہی ہے کہ حروف کو ان کے مخارج سے تمام صفات کی رعایت کے ساتھ ادا کریں۔

لحون عرب والی حدیث کا یہی مطلب میں نے ایک مجلس میں دوران گفتگو استاذی مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کیا تو موصوف بہت خوش ہوئے اور فرمایا: "واقعی یہ معنی بہت عمدہ ہیں۔"

(۲)...... حسنِ صوت کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "زینوا القرآن باصواتکم." یعنی قرآن کریم کو اپنی آوازوں کے ساتھ خوبصورت بناؤ۔ مطلب ہے کہ خوش آوازی تجوید کی رعایت کے ساتھ ہو، جس قدر ہو سکے، آواز کو نفیس اور عمدہ بنانے کی کوشش کرو، اس سے قرآن کریم کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے، لیکن تجوید کی حدود سے ذرا بھی باہر نہ جاؤ۔

ائمہ قراءت کے بعض عجیب احوال:...... بے شک واقعات اور قصص میں عبرت بھی ہے اور تاثیر بھی۔ نیز یہ بھی حقیقت ہے اللہ کے نیک بندوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ قراءت و تجوید کی اہمیت اور ضرورت ملاحظہ کرنے کے بعد چند ائمہ وقت کا ذکر ملاحظہ ہو، تاکہ اہل عزیمت کی داستانیں پڑھ کر ہماری ہمت بڑھے، اہمیت کا اندازہ اور توفیق عمل عطا ہو جائے۔ آیئے! فن قراءت و تجوید کی چند عظیم شخصیات کے منتخب واقعات ملاحظہ کرتے ہیں۔

امام نافع مدنیؒ:...... امام نافعؒ تابعین میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے 70 تابعین سے قرآن پڑھا ہے۔ آپ 70 برس سے زیادہ مدینہ منورہ میں قرآن پاک اور قراءت پڑھاتے رہے۔ امام نافعؒ کے ایک شاگرد کہتے ہیں جب آپ قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک اور کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ میں نے دریافت کیا کہ حضرت جب آپ پڑھانے کے لیے بیٹھتے ہیں تو کیا خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں؟ فرمایا: خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا، میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا۔ بات یہ ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے منہ سے منہ ملا کر قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اسی وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آتی ہے۔ (کشف النظر: 300/1)

سیدنا قالونؒ:...... سیدنا قالون کانوں سے اس قدر بہرے تھے کہ بگل اور بہت زیادہ شور کی آواز بھی نہیں سن سکتے تھے، مگر آپ کی کرامت تھی کہ قرآن شریف پڑھنے والے کی آواز سننے میں ذرا بھی رکاوٹ پیش نہیں آتی تھی۔ (کشف النظر: 305/1)

(......جاری ہے)......